تصور سے رخ روشن کے ❁ دل اپنا درخشاں تھا
ہمیشہ چودھویں کا چاند میرے گھر میں مہماں تھا
درد دل بیتاب سے واقف ہو کہاں تم
جو مجھ پہ گزر تی ہے وہ پوچھو مرے جی سے
حسن کی رنگینیوں پر جس کا دل مائل نہیں
وہ حقیقت میں مرے نزدیک اہل دل نہیں
نکالے ادھر جو طائرِ جورو جفا کے پر
پیدا ہوئے ادھر مری آہِ رسا کے پر
دیکھا جو گلستاں میں درودِ خزاں کا رنگ
بلبل نے خود گرادئے سب پھڑ پڑا کے پر
یارب مجھے کچھ زعم نہیں جاہ و حشم کا
محتاج ہوں ہر وقت ترے لطف و کرم کا

(مفتوں کوٹوی کا مضمون۔راجندر سنگھ مخمور کی اردو شاعری''۔شان ہند۔دسمبر۔۱۹۷۲ء۔ص۔۲۷)

☆☆☆

# ہندو مذہب کی تعلیمات: اجمالی جائزہ

ڈاکٹر گلزیدہ خان

## ملخص

مذہب اور معاشرت اور دین و دنیا کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔نوع

انسان کی بھلائی ارفلاح و بہبودی کے لئے ابتدائے آفرینش سے اب تک جتنی بھی قوتوں نے کام کیا ہے۔''مذہب'' ان ساری طاقتوں میں زبردست حیثیت کا حامل ہے۔زندگی کے عام شعبوں میں اسی کی کارفرمائی ہےاور دنیا کےتمام نظام ہائے قومی کے پس پشت یہی قوت پوشیدہ نظرآتی ہے۔یہ مذہب ہی ہے جو انسانوں کو ہم خیال بتایا ہے۔یہ مذہب ہی ہے جو افراد انسانی کو متفق اور متحد کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے۔اوران میں ساتھ مل کر کچھ کرنے کا جوش وجذبہ ابھارتا ہے۔یہ بات مسلمہ ہےاور دانشوروں حکمیوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ بسا اوقات مذہبی تعلقات خاندانی وملکی تعلقات سے زیادہ مضبوط ثابت ہوتے ہیں۔اور یہ بات بھی سورج کی طرح عیاں ہے کہ جو آدمی اور افراد کسی ایک ہی مذہب کو مانتے ہیں کسی ایک ہی عقیدے پر قائم رہتے ہیں اور ایک ہی خدا کی پرستش وعبادت کرتے ہیں وہ ایک'' قوم'' کی بہ نسبت زیادہ استقلال اور اتفاق کے ساتھ باہم مل کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔کچھ لوگ اپنی پراگندہ ذہنیت کے سبب دہریےاور ناستک ہو سکتے ہیں۔لیکن مذہب انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور بغیر مذہبی اعتقاد کے وہ زندگی کے وسیع وعریض میدان کو بہ آسانی عبورنہیں کرسکتا مذہب انسان کی روحانی غذا ہے جو اسے سکون واطمینان اور یک گونہ مسرت وانبساط بخشتی ہے۔اور اگر دور بینی سے دیکھا جائے تو اسی سے طبع انسانی کی کل چلتی ہے۔اس کے بغیر چارہ نہیں۔

☆☆☆☆☆

**مذہب کی ابتدا :**

مذہب کا آغاز کیسے ہوا؟ اور دنیا میں مختلف مذاہب کس طرح پھیلے؟ حتمی طور پر اس کی ابتدا کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔مختلف خیالات واعتقادات اور مسائل ومعاملات جب سے دنیا قائم ہوئی ہے تب سے ہی انسانی زندگی میں مروج ہیں۔زمانہ قدیم سے جو مذاہب چلے آتے ہیں۔ان میں یہ دعویٰ پایا جاتا ہے کہ وہ ماروائے قدرت ہیں یعنی کہ وہ انسانی دماغ سے نہیں نکلے ہیں بلکہ ان کی ابتدا کہیں باہر سے ہوئی ہے۔جدید محققوں اور مورخوں کے ایک گروہ کا خیال ہے

کہ مذہب کی پیدائش کے خیال کا آغاز'' پرستش بزرگاں'' سے ہوا ہے۔انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ فوت شدہ رشتہ داروں اور قریبی عزیزوں کی یاد تازہ و برقرار رکھنا چاہتا ہے اور انہیں اپنے قریب سمجھتا ہے۔کیونکہ موت پر انسان کا کوئی قابو نہیں ہے لہذا ایسی خیال ترقی پا کر مذہب بن گیا ہے۔ اگر ہم مصر کی تہذیب کا جائزہ لیں یا بابل کی تہذیب پر نظر کریں ورنہ قدیم چینی سویلیزیشن کے اندرون میں جائیں تو یہی'' پرستش بزرگاں'' مذہب کی بنیاد سے وابستہ نظر آئی گی۔قدیم مصریوں میں مذہب کا خیال'' ہمزاد سے وابستہ تھا۔ایسا مانا جاتا ہے کہ انسان کے پیکر خاکی میں اسی شکل کا ویسا ہی انسان لطیف رہتا ہے اور جب آدمی اپنی عمر طبعی پار کر کے مر جاتا ہے تو یہ ہمزاد جسم سے باہر نکل جاتا ہے۔مگر زندہ و باقی رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ قدیم مصری بقائے لاش کی سعی کرتے تھے۔ان کی ممیاں بناتے تھے اور ان کے لئے مخروطی مینار تعمیر کرتے تھے۔مصر کے پیراڈ تو دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ چینی و بابل بھی اس اعتقاد سے مستثنی نہیں ہیں۔قدیم ہندوؤں میں بھی پرستش بزرگاں کا سراغ ملتا ہے۔

دوسری طرف اس خیال کے برعکس وہ محقق حضرات ہیں جو قدیم آریائی پستکوں کے حوالے دے کر یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ ہندوستان کی دھرتی پر چپہ چپہ پر پرستش بزرگاں ملتی ہے لیکن ہندوؤں کی سب سے بڑی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ان کے نزدیک'' رگ وید'' میں قدرتی مظاہر کی پرستش کا خیال ملتا ہے یونانی دیوی دیوتاؤں میں بھی قدرتی طاقتوں کی پرستش کی جھلکیاں ملتی ہیں۔مذہب کی ابتداء گویا قدرت کی عظمت بتانے والی طاقتوں سے ہوئی ہے۔ان دیکھی قوتوں کے خوف سے بھی انسانی ذہن متاثر ہوا اور اس نے بھی مذہبی رجحان کو پیدا کرنے میں زبردست رول ادا کیا۔

**مذہبت کی ماہیت :**

دنیا میں فی الوقت مختلف مذاہب رائج ہیں اور ہر ایک مذہب کے اپنے اصول وضوابط اور قاعدے قانون ہیں مگر مذہب تحریک عملی کا نام ہے۔انسان کو دراصل اپنے مذہب سے ہی کچھ کرنے کی ترغیب وتحریک ملتی ہے۔مذہب کی طرف مائل ہونے والے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ایک تو غور وفکر کرنے والا دانش

مند طبقہ اور دوسرا معمولی کاروباری ❖ آدمیوں پر مشتمل طبقہ جو غور و فکر کی بجائے عمل کا شیدائی ہے فلسفی اپنے استدراک کی بدولت یقین کے درجے تک پہنچتا ہے اور یوں اس کا اعتقاد مضبوط اور راسخ ہوتا ہے۔ عام کاروباری آدمی کو عقل و استدراک اور دلیل و برہان درکار نہیں بلکہ وہ اپنی طبیعت اور مزاج کے اعتبار سے صرف شردّھا یا اعتقاد کا بندۂ بے دام ہوتا ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ مذہب کے ساتھ عقیدہ جڑا ہوا ہے اور دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ مذہب کوئی بھی ہو اور کسی بھی نوعیت کا ہو اس میں اعتقاد ہی انسان کے دل و دماغ کو قوت بخشتا ہے اور اسے برائی کے راستوں پر گامزن ہونے سے روکتا ہے۔

علاوہ ازیں مذہب دو صورتوں میں اثر پذیر ہوتا ہے:

(i) روحانیات (ii) بیرونیات

مذہب کے رموز اور اس کا عرفان بذریعہ روحانیات ان لوگوں کے واسطے ہے جو عقل و ادراک اور فہم و ذکا رکھتے ہیں۔ اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ حقیقت تک پہنچ جائیں۔ ''بیرونیات'' ان لوگوں کے واسطے ہے جو کاروباری اور عملی آدمی نہیں اور اپنے کرم (کام) کے ذریعے معرفت کی منزلیں طے کرتے ہیں۔

**ہندومت کی قدامت:**

ہمارے ملک ہندوستان میں اگرچہ مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ رہتے ہیں لیکن اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اپنے کو ''ہندو'' کہتے ہیں۔ اور ہندومت کے پیرو کار ہیں۔ ہندومت یا سناتن دھرم قدامت کے اعتبار سے ہیں بہت دور تک لے جاتا ہے۔ ''رگ وید'' ان کی سب سے پرانی مذہبی کتاب ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ یہ کتاب ۱۲۰۰ اور ۱۵۰۰ (ق،م) کے درمیان تحریر کی گئی اور یہ بات بھی تسلیم کی جاتی ہے کہ ویدوں کو ضابطہ تحریر میں لانے سے قبل سیکڑوں سالوں تک ان کے منتر سینہ بہ سینہ حفظ کے ذریعے منتقل کئے جاتے تھے۔ اس لئے ہندو مذہب کی قدامت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ البتہ اتنا وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جب ایگمین (ا۔ یونانی افسانوں کے قدیم ترین نام جن کا وجود زمانۂ قدیم سے مدتوں قبل بتایا جاتا ہے) شاہ پریم کی ماہ پیکر لڑکی کی قصورا سے اپنی شادی رچا رہا تھا اس وقت بھی ہندو برہمن

سورج (۲۔سورج برہمنوں کا قبلہ ہے۔ پرستش کے وقت ان کا منہ ہمیشہ اسی کی جانب رہتا ہے) دیوتا کی جانب منہ کئے گنگا ندی کے ساحل پر یہ منتر پڑھتا نظر آتا ہے:

''ہے سورج دیوتا اور اے ہماری خواہشات کی روشنی ہم تیرے خیال میں مستغرق ہیں'' (رگ وید)

**ہندو مذہب کی تعلیمات :**

(ا) دھرم (مذہب) کے اگر ہندی ڈکشنری میں معنی دیکھے جائیں تو 'دھارن کرنے کے' ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ انسان جو کرم (کام) کرتا ہے وہی اس کا دھرم ہے۔ کرم، یوگ، بھکتی اور گیان کی منزلیں طے کر کے ہی وہ نجات پا سکتا ہے۔ ہندو مذہب ایک طرح سے 'کرم پردھان' ہے اسی لئے چار ورن اور چار آشرم ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق اگر ہندو مذہب کے پیروکاروں کو دیکھا جائے تو چار بڑی جماعتوں میں منقسم نظر آئیں گے۔ یہی چار جماعتیں اور چار فرقے ہر ایک ملک میں اور ہر زمانے میں مصروف کار رہی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ کیونکہ انسانی برادری کی قدرتی تقسیم بھی یہی ہے اور اسی کے ذریعے کسی بھی ملک کا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ ہندو مذہب میں انہیں چار ورن' کا نام دیکر ان کے فرائض بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

**۱۔ برھمن :** وہ جماعت اعلیٰ ہے جس کا کام تعلیم وتعلم، گیان دھیان اور پوجا پاٹھ ہے

**۲۔ کشتری :** وہ جماعت ہے جو ملک و مال کا انتظام سنبھالتی ہے۔ زبردستوں سے زیردستوں کی حفاظت کرتی ہے۔ امن وامان قائم رکھتی ہے اور موقع پڑنے پر دشمنوں سے جنگ وجدال کرتی ہے۔

**۳۔ ویشے :** وہ جماعت ہے جو کھیتی باڑی، صنعت وحرفت اور بیوپار و بزنس کر کے اپنی روزی روٹی کماتی ہے۔

**٤۔ شُدر :** وہ جماعت ہے جو مندرجہ بالا تینوں جماعتوں کی خدمت گذاری کرتی ہے۔ اسی ضمن میں بتایا گیا ہے کہ اگر برہمن کے گھر میں پیدا ہونے والا پانی بھرتا ہے یا روٹی پکاتا

ہے تو وہ برہمن نہیں ہے یا کھیتی باڑی کرتا 100 ہے یا وڈیا کو بیچتا پھرتا ہے تو وہ بھی برہمن نہیں ہے۔ جو اوصاف وفرائض جس ''ورن'' کو مقرر کردیئے گئے ہیں اسی پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ورنوں کی تقسیم گن اور کرموں کے لحاظ سے ہے۔ نہ کہ جنم و پیدائش کے لحاظ سے۔ گیتا کے ایک شلوک کا ترجمہ ایک شاعر نے اردو زبان میں اس طرح کیا ہے:

اوصاف جدا رکھ کے اور اعمال جدا
چاروں ذاتوں کو میں نے پیدا ہے کیا

تبدیلی ہے نہ مجھ میں خالق ہونا
خالق میں ہوں پھر بھی تو ان سب کا

(۲) چار آشرم بھی مسلمہ طور پر قدیم الایام سے چلے آتے ہیں۔ ان کے مطابق چوبیس سال کی عمر تک آدمی اپنے گرو (استاد) کی سیوا میں رہ کر وڈیا (علم) حاصل کرتا تھا۔ یہ ''برہم چریہ آشرم'' کہلاتا ہے۔ ۲۵ سال کی عمر میں وہ کسی بستی یا شہر میں رہ کر خانگی زندگی (گرہست جیون) اختیار کرتا تھا۔ شادی کر کے اولاد پیدا کرتا تھا۔ روزی روٹی کما کر اپنے کنبہ کی پرورش کرتا تھا۔ یہ ''گرہست آشرم'' ہے۔ پچاس سال کی عمر کے بعد وہ ''وان پرست آشرم'' میں داخل ہو جاتا تھا۔ یعنی پوجا پاٹھ، دھیان گیان ہوگ وغیرہ میں وقت لگا کر دنیاوی تعلقات اور ذمہ داریوں سے دور ہو جاتا تھا۔ پچھتر سال گزر جانے پر وہ ''سنیاس آشرم'' اختیار کر کے جنگلوں میں نکل جاتا تھا اور کرموں کی قید سے گویا رہائی پاتا تھا۔ لیکن یہاں پر یہ واضح رہے کہ ان چاروں آشرموں کا اطلاق زیادہ تر برہمنوں کی ذات تک محدود تھا۔ علامہ ابوریحان البیرونی نے اپنے مشہور زمانہ سفر نامے ''کتاب الہند'' میں پوری تفصیل ان لفظوں میں بیان کی ہے۔

''برہمن کی زندگی کے چار دور ہیں۔ پہلا دور ۲۵ ویں سال تک رہتا ہے جس میں تمام لذائذ کو ترک کرنا، زمین پر سونا، کسی گرو سے ویداور اس کی

تفسیر کا علم حاصل کرتا، گرو کی سیوا کرنا، دن میں تین بار غسل

کرنا، صبح وشام ہون (پوجا) کرنا ، ایک دن برت رکھ کر
دوسرے روز برت کھولنا۔ ایک دن میں پانچ گھروں سے اپنی اور اپنے
گرو کی بسر اوقات کے لئے خیرات لینا وغیرہ اس کے ضروری فرائض ہیں
۔

دوسرے دور میں (۲۵ اور ۵۰ کے درمیان) وہ یہ اجازت گرو ایس لڑکی سے شادی کرتا ہے جو ۱۲ سال سے زیادہ عمر کی نہ ہو۔ مہینے میں اپنی بیوی سے ایک بار سے زیادہ ہم صحبت نہیں ہوسکتا وہ اپنی بسر اوقات کے لئے درس وتدریس یا پروہتی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اس کے صلے میں وہ بطور معاوضہ کچھ لینے کا مستحق نہیں بلکہ بخوشی بطور نذرانہ اسے جو کچھ مل جائے اس کا جائز حق ہے۔ وہ کاشت اور کسی ویشے کے ذریعے تجارت بھی کرسکتا ہے۔

تیسرے دور میں (۵۰ اور ۷۵ کے درمیان) وہ دنیوی لذائذ دوبارہ ترک کر کے صحرا نورد ہو جاتا ہے۔ بیوی اس کے ساتھ جائے تو ٹھیک ورنہ اولاد کے سپرد کر دیتا ہے۔ خود ترکاریوں اور جنگل کی جڑی بوٹیوں پر بسر کرتا ہے۔

چوتھے دور میں وہ گیان دھیان میں مصروف رہ کر دوستی ودشمنی کے خیالات دل سے نکال دیتا ہے اور عام طور پر آوارہ گرد رہتا ہے۔

(۳) چاروں ذاتوں کے جو فرائض ہیں۔ وہ تو اپنی جگہ مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ چند دوسرے کام بھی ہیں جو ہر شخص پر فرض کی طرح عائد ہوتے ہیں۔ اور ان کو ترک کرنا بھی روا نہیں ہے۔ یہ یگیہ دان اور تپ ہیں۔

جن کرموں سے ہم دوسرے لوگوں کی ہمدردی اپنی طرف کھینچتے ہیں ان کا نام ''یگیہ'' ہے۔ یگیہ کے اصل معنی پوجا کرنے کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس کی پوجا کی جائے گی اس کی ہمدردی اپنی طرف کھینچے گی گورو پوجا (تعظیم استاد) اتتھی پوجا (تعظیم مہمان) کے علاوہ پوجا ایشور کی ہوسکتی ہے۔ دیوی دیوتاؤں کی ہوسکتی ہے۔ بڑے چھوٹے آدمیوں کی ہوسکتی ہے۔ حیوانات، جمادات کی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ سب برہم کے روپ ہیں۔ اسی اصول پر یگیوں کی تقسیم

ہے ۔ گویا ہمدردی حاصل کرنے کے سنکلپ کا نام یگیہ ہے اور سنکلپ کے مطابق جو بھی کرم کیا جاتا ہے وہ سب یگیہ میں داخل ہے ۔ وکشنا ، پجاریوں کو زر دینا ، مستحقوں کو کھانا کھلانا یا خیرات دینا ہے ۔ جہاں تک ''تپ'' کا سوال ہے یہ جسم کی ہوتی ہے ۔ بانی یا کلام کی ہوتی ہے ۔ اور من کی ہوتی ہے ۔ یگیہ دان اور تپ کے کرنے میں خصوصاً اور دھرم کے دیگر نیک کاموں میں عموماً شردّھا ( صدق عقیدت ) کے ساتھ ایک اور امر بھی ضروری ہے کہ آدمی ویدک پرم پوتر منتر ''اوم تت ست'' کہے ۔

(۴) ہندو مذہب کے مطابق آدمی جیسا کرم کرتا ہے اسی کے مطابق اس کو اس کا پھل ملتا ہے ۔ مرنے کے بعد آتما جسم کثیف چھوڑ دیتی ہے ۔ موجودہ جسم میں انسان جو اچھے برے اعمال کرتا ہے ۔ اسی کے مطابق اس کو پنرجنم ملتا ہے ۔ جو شخص پہلے جنم میں کسی ست کرم کی طرف مائل تھا ۔ ظاہر ہے کہ اپنے دوسرے جنم میں کرم ( عمل ) کا اور استوار شوق لیکر آئے گا ۔ اگلے جنم میں اور ۔ یہاں تک کہ درجہ کمال یعنی ''موکش'' کو پہنچے گا ۔ مطلب یہ کہ ہندو مذہب تناسخ ( آواگون ) کا قائل ہے ۔ انسان کو اچھے برے اعمال کے سبب بار بار اس دنیا میں جنم لینا پڑتا ہے جب تک کہ نجات حاصل نہ ہو جائے ۔ یہ بھی مانا جاتا ہے کہ جانداروں میں سب کی مکتی نہیں ہوتی ۔ کیڑے مکوڑے ، چرند ، پرند ، درند ، دیوتا وغیرہ مکت نہیں ہوتے ۔ مکتی انسان کے لئے ہے ۔ اور انسانوں میں بھی صرف ان کے لئے ہے جو بندھن ( قید و بند ) کو محسوس کرتے ہیں ۔ اس سے گھبرانے اور نجات پانے کی فکر میں رہتے ہیں ۔ عبارت مختصر یہ کہ مرنے کے بعد انسان کی روح کسی دوسرے ارذل یا افضل انسان یا جانور کے قالب میں ڈال دی جاتی ہے ۔ بدترین گنہگاروں کے لئے مختلف نرک ( دوزخ ) کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔ اور نیک لوگوں کی روحیں ''برہم'' سے متصل ہو جاتی ہیں ۔ انسان کو اس کے افعال کے مطابق کسی دوسری یونی میں پیدا کیا جاتا ہے ۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک کہ وہ نیکی مجسم نہ بن جائے ۔

وید ایسی دنیا کا خود بھی بتاتے ہیں جہاں ہمیشہ امن و مسرت کا دور دورہ رہتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ

''برہم کی غیر فانی دنیا ان کے حصے میں آئے گی جو گناہوں سے پاک ہیں

۔انسان کی زندگی کے متعلق 103 اس کی روح کا فلسفہ اس طرح بتایا گیا ہے''۔

''روح انسان کے جسم کا ضروری عنصر ہے۔شہد کے چھتے سے جب مکھیوں کی رانی باہر نکل آتی ہے تو باقی مکھیاں بھی اس چھتے کو چھوڑ دیتی ہیں۔اس طرح انسان کے تمام حسیات روح کے ساتھ ہی باہر نکلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔جس طرح پرندا اپنے نشیمن کی طرف جاتے ہیں اسی طرح روحیں اپنے سے بہتر جسم میں چلی جاتی ہیں''۔

''انسان کے جسم کی بادشاہ صرف روح ہے اور وہ بھی فانی۔روح اسی دنیا میں ہم سے علیحدہ کر لی جاتی ہے۔تاہم وہ برہم کی محکوم رہتی ہے''۔

''جسم سے نکلتے وقت اسے مادّہ اپنے ساتھ رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔لیکن روح اپنی آزادی کے لئے مادہ سے جھگڑتی ہے۔روح کا یہ جھگڑا اسے رفعت کی جانب لے جاتا ہے یا پستی کی طرف اسی سے آواگمن کے مسئلے کی وجودیت کا پتہ چلتا ہے''۔

(۵) ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو مذہب کے ماننے والے بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور کئی دیوی دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔یہاں تک کہ قدرتی مظاہر کے ساتھ جمادات ونباتات تک کی پوجا سے بھی گریز نہیں کرتے جب کہ ویدوں میں ایک خدائے واحد اور خالق مطلق کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ویدوں میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ اگنی (آگ) میں حرارت،اندر(پانی) میں روانی اور وات(ہوا) میں جنبش بغیر برہم کی مدد کے ناممکن ہے۔خدا یا پرم پرمیشور کا وجود اور اس کی معبودیت مسلم ہے۔چنانچہ ویدوں میں استفہامیہ انداز میں کہا گیا ہے:

''وہ کون ہے جسے بھینٹ دی جاتی ہے؟''۔

''وہ جو آسمان کو روشن کرتا ہے''۔

''وہ جس نے زمین کو مضبوطی عطا کی ہے''۔

''وہ جو ہوا کی وسعت سے واقف ہے''۔

پھر دہرایا گیا ہے کہ ''وہی پرمیشور 104 ہے اور ہم اسی کو بھینٹ دیتے ہیں وہی پرمیشور ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں ۔

پاتن جلی کا ساستر خدا کے متعلق بتایا ہے کہ

> ''وہ وہ ہے جو ازلی وابدی اور عدیم المثال ہونے کے لحاظ سے انسان کے کسی فعل یا عمل کا محتاج ہیں جس کے صلے میں اس کی طرف سے خوشی یا سکھ کا انعام ملے۔۔وہ رفعتِ مطلق ہے۔۔۔خیر محض ہے۔۔وہ علیم بھی ہے اور کلیم بھی ۔۔۔اس کا علم ازل سے ایک چلا آتا ہے۔اور ابدالا باد تک ایک ہی رہے گا''۔

(۶) ہندوؤں میں آگ کو بہت متبرک مانا جاتا ہے۔اور اس کی بھی ایک طرح سے پرستش کی جاتی ہے۔وہ آگ کو پھولوں کی بھینٹ دیتے ہیں۔آگ جو چشم زدن میں ہر چیز کو خاکستر کر دیتی ہے۔ہندو مذہب میں اسے اتنی اہمیت ووقعت اور قدر و قیمت کیوں حاصل ہے۔جوابی طور پر کہا جاتا ہے کہ آگ بے شک جلانے ، ملیامیٹ کرنے اور تباہ کرنے والی چیز ہے لیکن جو بھی چیز اس میں ڈالی جائے وہ اسے جلا کر اس کی اصلیت پر لے آتی ہے۔اور ہر آلائش سے پاک وصاف کر دیتی ہے۔خدا کی عظمت وتقدس اور کبریائی وسچائی کے مقابلے میں انسان تو فقط خطا ونسیان کا پتلا ہے اور آلائشوں کا منبع ہے۔لہذا اس کے حضور میں پہنچنے کے لئے تمام آلائشوں اور ہر قسم کی گندگیوں سے پاک ہونا صروری ہے۔اور یہ کام ''اگن دیوتا'' بخوبی انجام دے سکتا ہے ۔ویدوں میں اگن دیوتا کے بارے میں بھی منتر ملتے ہیں مثلاً

> ''اے اگن دیوتا! کیا ہمارے گناہوں کا کچھ کفارہ ہوسکتا ہے؟''
>
> ''ہمیں خاک کے مکان میں جانے سے باز رکھ''۔
>
> ''رحم کر اے طاقتِ مطلق ہم پر رحم کر'' وغیرہ

ہندو مذہب کے پیرو کار موت واقع ہونے پر اسی لئے اپنے مردوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ ان کو جلا کر بھسم کر دیتے ہیں۔اور پھر راکھ کو گنگا ندی میں بہا دیتے ہیں کہ اس طرح آلائش اور نجاست سے دور ہو جاتے ہیں۔جبکہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں مردوں کو زیر زمین دفن

کرنے کا رواج ہے ۔ ان کے نزدیک 105 یہی بہترین طریقہ ہے ۔

عبارت مختصر اب کس کس کا ذکر کیا جائے اور کن کن اصولوں کو برسرِ موضوع لایا جائے ہندوؤں میں تو ۳۳ کروڑ دیوی دیوتا ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ہر دیوتا کی پوجا پاٹھ کے طریقے بھی جدا جدا ہوں گے ۔ واضح ہو کہ ویدک دھرم کے اصول وضوابط عام دسترس سے دور تھے ۔ علوم کی زبان سنسکرت تھی جس پر صرف برہمنوں کی اجارہ داری تھی ۔ رفتہ رفتہ برہمن دوسرے ورنوں ( ذاتوں ) پر حاوی ہوتے گئے ۔ وہ وعظ و پند چھوڑ کر توہین وتذلیل پر اتر آئے اور اپنے کو بہر پور اشرف وافضل سمجھنے لگے ۔ ''بھکشا'' جو صرف بسر اوقات کے لائق لی جاتی تھی ۔ اسے یہ لوگ اپنا استحقاق سمجھ کر جبر یہ طور پر وصول کرنے لگے اور برہمن کا سوال رد کرنا ایک نا قابل تلافی جرم بن گیا ۔ یگیوں میں گڑ بڑیاں پیدا ہونے لگیں ۔ مذہبی اعتقادات اور رسومات کا دائرہ تنگ ہونے لگا اور بھی کئی برائیاں در آئیں ۔ مذہب جو عوام وخواص دونوں کی بہبودی وبھلائی کے لئے ہوتا ہے وہ صرف خواص تک ہی محدود ہو گیا ۔ کورانہ معتقدات اور برہمن واد نے ہندو مذہب کی جڑیں کھوکھلی کر دیں ۔ انہیں گونا گوں وجوہ سے یہ نتائج برآمد ہوئے کہ جین مذہب اور بودھ دھرم کا آغاز وارتقا عمل میں آیا اور جلد ہی یہ مذہبی فرقے عوام میں مقبول ہو گئے اور ہندو دھرم رو بہ انحطاط ہونے لگا ۔

☆☆☆